بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ



# تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۳ | بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۸ء مطابق رجب المرجب ۱۳۳۶ھ | نمبر ۵



قیمت سالانہ: عوام سے [illegible] طلباء سے [illegible] غیر ممالک سے [illegible]

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور چودھری عبد السلام پبلشر نے شائع کیا

# تشحیذ کی توسیع اشاعت

ماہ مارچ کے رسالہ میں احباب سے استدعا کی تھی کہ وہ مہربانی فرماکر توسیع اشاعت کے متعلق کوشش فرمادیں تاکہ رسالہ کم ازکم اپنا خرچ آپ برداشت کرسکے۔ جن دوستوں نے میری چٹھی پر تاحال التفات نہیں فرمائی۔ ان سے دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنا فرض ادا کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ مفصلہ ذیل احباب نے ۱۴ اپریل تک توجہ فرمائی ہے۔ ان کا بہت بہت شکریہ۔

۱۔ جناب چودہری محمد حسین صاحب دفتر قانونگوئی ظفروال ۔ ۶

۲۔ جناب مستری احمد الدین صاحب بھیرہ ۱۔ (تین کا وعدہ فرمایا)

۳۔ جناب بابو رسول بخش صاحب کرم پور۔ خود خریدار ہوگئے۔ ۱۔ اور خریدار دینے کا وعدہ

۴۔ جناب میاں نور الحسن صاحب بھاگلپوری۔ خود خریدار ہوئے۔ ۱ " " "

۵۔ جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاور ۔ ۶

۶۔ جناب بابو فخر الدین صاحب کلرک کیمل کور ۵۲ لاہور ۴۔ (جنہیں سے دو کی قیمت اپنی گرہ سے دی)

۷۔ جناب چودہری محمد حیات صاحب رب انسپکٹر زیرہ ۔ ۳

۸۔ جناب مستری اللہ بخش صاحب امرتسر۔ خود خریدار ہوئے ۱۔ (اور خریدار دینے کا وعدہ)

۹۔ جناب بابو علی محمد صاحب فیروزپوری۔ ۱۔ (۱۰) جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور ۳

۱۱۔ جناب قاضی حبیب اللہ صاحب لاہوری ۲۔ (۱۰ پورے کرنے کا وعدہ)

۱۲۔ جناب مولانا محمد بہاء الدین خان صاحب حیدرآباد دکن ۔ ۴۔

۱۳۔ جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل قادیان ۵۔ ۱۴۔ جناب حکیم نظام جان صاحب قادیانی ۱

۱۵۔ کپتان ایچ پوشاہ (کیمپ میرن شاہ) ۱۔ (اور کا وعدہ) ۱۶۔ ماسٹر شیر عالم صاحب کنجاہ۔ خود خریدار

۱۷۔ میاں غلام مصطفےٰ صاحب نقشہ انسپکٹر اخبار۔ خریدار ۔ (کم ازکم ۵ خریدار اور دیں)

جن احباب نے میرے خط کا جواب تک نہیں دیا۔ کیا مجھے ان سے شکایت دوستانہ وشکوہ برادرانہ کا بھی حق حاصل نہیں۔ امید ہے اب توجہ فرمادینگے۔ دیر آید درست آید۔ انشاء اللہ اگلے مہینے ان دوستوں کا انتظار کروں گا جنھوں نے خریدار دینے کا وعدہ کیا اور جنھوں نے ابھی تک خریدار نہیں دیے اور نہ ہی چٹھی کا جواب دیا ہے۔ یہ تمام نام معاونین تشحیذ کے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں خاص دعا کے لئے بھیجے جائینگے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

# تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مئی ۱۹۱۸ء

## نیا عہد نامہ

اور

## تحریف کے چند نمونے

ایک وہ زمانہ تھا کہ پادریوں کا ٹڈی دل لشکر اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ التحیات والسلام پر اعتراض کرنے کے لئے تُلا ہُوا تھا۔ اور اس زمانہ کے بڑے بڑے علماء بھی انکے مقابلہ کی تاب نہ لاسکتے تھے۔ اور ہزاروں کیا لاکھوں مسلمان اسلام سے مُرتد ہوگئے۔ ایسا کیوں ہُوا۔ کیا اسلام کی تعلیم مُرتدین کو بیہودہ نظر آئی۔ جو وہ اسلام سے برگشتہ ہوگئے نہیں نہیں۔ بلکہ اس زمانہ کے علماء نے قرآن مجید کی بجائے غلط احادیث وتفاسیر کو ہی تعلیم اسلام سمجھا ہُوا تھا۔ جب ان پر (احادیث وتفاسیر پر) پادری لوگوں نے اعتراض کرنے شروع کئے تو مسلمانوں کے پاس جواب کی سکت نہ رہی۔ اور پادریوں نے مسلمانوں کی اس جہالت سے خوب فائدہ اُٹھایا۔ یا اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہم میں مسیح محمدی کو پیدا کیا۔ جسکے آنے کا ہماری کتابوں میں وعدہ تھا۔ اس نے آکر دُنیا میں اسلام کی اصلی تصویر دکھائی ؛

باآواز بلند للکار کے تمام مذاہب کو چیلنج دیا کہ تم اگر اپنے اپنے مذہب کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہو تو اس تعلیم کے مقابلہ پر اپنی تعلیم پیش کرو۔ مگر تمام اس مقابلہ سے عاجز رہے۔ اسکے بعد اس مامور نے عیسائیوں کے موجودہ عقائد پر وہ تنقیدی نظر ڈالی۔ کہ ایک زمانہ نے دیکھا۔ چنانچہ آج ہم اسی مقدس کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ بڑے سے بڑا پادری بھی ایک معمولی شُد بُد جاننے والے احمدی کے مقابلہ نہیں آتا۔ یہیں تک نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود نے انجیل کی تعلیم پر ناقابل تردید اعتراض کئے۔ جنکے جواب سے پادری آج تک عہدہ برآ نہیں ہو سکے۔ بلکہ انجیل کے بعض وہ مقامات ہی اب نظر نہیں آتے جن پر حضرت مسیح موعود نے اعتراض کئے تھے۔ اب مسیح کی برکت سے ہمارے پاس عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے دگنا مصالحہ جمع ہو گیا۔ ایک تو وہ زبردست اعتراض دوسرے بائبل میں جو کمی بیشی کیگئی۔ یہاں ان اعتراضات کا دہرانا مقصود نہیں۔ جنکے ذریعہ سے اصحاب تثلیث کا مشن ناکام ہوا۔ بلکہ یہاں مختصر طور پر انجیل کے اُن مقامات کو لکھتے ہیں۔ جہاں تیس برس کے اندر اندر تبدیلی کر دیگئی۔ بوقت فرصت عہد نامہ قدیم کے محرف مقامات کی فہرست بھی پیش کرینگے ؂

**نمونہ اوّل** - متی باب ۱۷ ورس ۲۱۔

"مگر اس طرح کے دیو بغیر دُعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے۔"

نسخہ بائبل مطبوعہ لنڈن اُردو ٹائپ ۱۸۸۷ء

اب نئے طبع شدہ نسخوں میں جب اس ورس (آیت) کی تلاش کرتے ہیں تو بالکل نہیں ملتی۔

**نمونہ دوم** - متی باب ۱۸۔ ورس ۱۱۔

"کیونکہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈ کے بچائے۔"

نسخہ مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۷ء

اب نو طبع شدہ نسخہ لاہور ۱۹۰۸ء یا ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۴ء وغیرہ سے اس ورس کو کوئی ڈھونڈھنا چاہے تو ہرگز کامیاب نہ ہوگا ؂

**نمونہ سوم** - متی باب ۱۳۔ ورس ۱۴۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو۔ اس سبب تم زیادہ سزا پاؤ گے۔" نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۷ء

اب یہ ورس بھی جدید نسخوں سے نکال ڈالا گیا ہے۔

**نمونہ چہارم** - مرقس باب ۷ - ورس ۱۶ - "اگر کسی کے کان سُننے کے ہوں تو سُنے"۔ نسخہ سنہ ۱۸۸۷ء میں یہ مختصر سی آیت موجود مگر بعد کے نسخوں میں مفقود ہے۔

**پانچواں نمونہ** - مرقس باب ۹ ورس ۴۴ - "جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی"۔ یہ ورس بھی نسخہ سنہ ۱۸۸۷ء کے مابعد طبع شدہ نسخہ جات میں نہیں ہے۔

**چھٹا نمونہ** - مرقس باب ۹ ورس ۴۶ - اس ورس میں بھی دوبارہ ورس ۴۴ والا مضمون کہ جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا الخ) مرقوم ہے۔ مگر نئے نسخوں میں نہیں۔

**ساتواں نمونہ** - مرقس باب ۱۱ - ورس ۲۶ - "اور اگر تم معاف نہ کرو گے۔ تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے۔ تمہارے قصور بھی مُعاف نہ کریگا"۔ نسخہ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۸۷ء ہمنے جہاں تک چھان بین کی۔ ہمیں جدید نسخہ جات میں ہرگز یہ آیت نہ ملی۔ غالباً اس لئے کہ اس سے کفارہ کی تردید ہوتی ہے۔

**آٹھواں نمونہ** - مرقس باب ۱۵، ورس ۲۸ - تب وہ نوشتہ اس مضمون کا کہ وہ بدوں کا لوں میں گنا گیا۔ پُورا ہوا ۔ منقول نسخہ سنہ ۱۸۸۷ء مطبوعہ لنڈن۔

یہ ورس بھی جدید نسخوں میں نہیں ہے۔ غالباً اس لئے کہ یہ نوشتہ عہد عتیق میں نہیں ملتا۔

**نواں نمونہ** - انجیل لوقا باب ۱۷ ورس ۳۶ - "اور دو آدمی جو کھیت میں ہونگے ایک پکڑا دوسرا چھوڑا جائیگا۔ نسخہ سنہ ۱۸۸۷ء۔ لیکن یہ آیت بھی اب نہیں پائی جاتی۔

**دسواں نمونہ** - انجیل لوقا باب ۲۳ - ورس ۱۷ -

"اُسے ہر عید میں ضرور تھا کہ کسی کو ان کے واسطے چھوڑ دے"۔ ورس ۱۷ - عربی نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ء میں ہے۔ (وکان مضطراً ان یطلق لھم کل عید واحداً) مگر یہی ورس نسخہ سنہ ۱۸۸۷ء میں بریکٹ میں لکھی ہے۔ جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ اصل سے متعلق نہیں۔ حاشیہ ہے۔ مگر افسوس۔ اب سنہ ۱۸۸۷ء کے بعد جو نسخے طبع ہوئے۔ اُنہیں

حاشیہ کے طور پر بھی یہ ورس نہیں پائی جاتی ÷

گیارھواں نمونہ - انجیل یوحنا رسول باب ۵ ورس ۴ - کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض میں اُتر کے پانی کو ہلاتا تھا - اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اُس میں اُترتا کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہوا ہو - اس سے چنگا ہو جاتا تھا - نسخہ ۱۸۸۷ء محولہ بالا ورس پہلے نسخوں میں بتمام و کمال موجود ہے - مگر حضرت احمدؐ قادیانی کے زبردست اعتراضات کے بعد یہ ورس نسخہ ۱۹۰۶ء - ۱۹۰۷ء - ۱۹۰۸ء وغیرہ میں نہیں رہی ÷

بارھواں نمونہ - کتاب اعمال باب ۱۵ ورس ۳۴ - " مگر سیلاس نے وہاں رہنا بہتر جانا - نسخہ ۱۸۸۷ء -

اِس مختصر سی آیت کو بھی اصل سے اُڑا دیا گیا ہے - چنانچہ نسخہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں موجود نہیں +

تیرھواں - متی باب ۱۹ ورس ۱۷ - " اُس نے اُسے کہا کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے - نیک تو کوئی نہیں - مگر ایک یعنے خدا ! الخ

نسخہ اُردو مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۷ء و نسخہ انگریزی ۱۸۸۲ء

اب جدید نسخوں میں لکیر شدہ فقرہ یوں پایا جاتا ہے - ملاحظہ ہو نسخہ اُردو مطبوعہ ۱۹۰۶ء و ۱۹۰۸ء و ۱۹۰۷ء - اس نے اس سے کہا کہ مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے - نیک تو ایک ہی ہے الخ متی ۱۹/۱۷ +

پیارے ناظرین ! حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس قدسیہ پر ایمان لائیے - نیکی کی بابت پوچھنے اور نیک کہنے میں بڑا فرق ہے +

چودھواں نمونہ - متی باب ۱۲ ورس ۴۰ " کیونکہ یونس تین رات اور تین دن ( ) مچھلی کے پیٹ میں رہا - ویسا ہی ابن آدم تین دن اور تین رات زمین کے اندر رہے گا -

انگریزی نسخہ ۱۸۴۰ء مطبوعہ لنڈن ÷

معزز ناظرین ! فقرہ " تین دن اور تین رات " کی بجائے ۱۹۰۶ء کے نسخہ کی عبارت

اب یُوں ہے۔

"کیونکہ جیسا یُونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا اُلخ متی ۱۲ باب"

تین دن اور تین رات کی بجائے اب تین رات دن کر دیا گیا ہے تاکہ واقعات سے مطابق ہو سکے (یسوع مسیح جمعہ کے روز صلیب دئے گئے۔ اور اتوار صبح قبر میں موجود نہ پائے گئے۔ تین دن اور تین رات نہ بن سکتے تھے۔ لہٰذا تغیر ہُوا)۔

**پندرھواں نمونہ۔** خط یوحنا ۱ باب ۵ ورس ۷۔

"کہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ[۱] اور کلام[۲] اور رُوح القدس[۳]۔ اور یہ تینوں ایک ہیں" نسخہ انگریزی مطبوعہ لنڈن جو سنہ ۱۸۷۰ء کا غالباً ہے۔

اس ورس کی اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ آج تک تثلیث کے ثابت کرنے کے لئے انجیل سے عیسائی یہی ورس پیش کیا کرتے تھے۔ مگر جب مطالبہ کیا گیا کہ بتلاؤ یہ ورس قدیم یونانی نسخوں میں کہاں ہے۔ تو اس چیلنج کی تاب نہ لا سکے۔ اور سنہ ۱۸۸۷ء کے اُردو نسخہ میں اس ورس کو بریکٹ میں کر دیا۔ اور اب جو ہم جدید نسخہ سنہ ۱۹۰۶ء کے طبع شدہ نسخہ جات میں دیکھتے ہیں۔ تو اس کو مفقود پاتے ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ باوجود اسکے کہ عیسائی اپنے ہاتھوں سے ہی کمی بیشی کر رہے ہیں۔ مگر پھر بھی اس کو اصل آسمانی کتاب ہی تصور کئے جاتے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ قرآن شریف کے ایک شوشہ میں بھی فرق ہو جاتا۔ تو تمام عیسائی شور مچا دیتے۔

**سولھواں نمونہ۔** یوحنا باب ۷۔ ورس ۵۳ و یوحنا باب ۸ ورس ۱ تا ۱۱

کل بارہ عدد ورس محرف و مبدل ہیں۔ اور ایک محقق کے لئے ان کا صحیح پتہ لگانا بالکل دشوار ہے۔ کہ آیا یہ اصل ہیں یا نقل۔ ایک نسخہ اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ تو ان میں یہ آیات ہیں۔ اور دوسرے میں نہیں۔ ان آیات کا مضمون بخوف طوالت نقل کرنا یہاں مشکل ہے۔ ناظرین نسخہ جدید سنہ ۱۹۰۶ء کو خود ملاحظہ فرمائیں۔ جہاں ان کے نیچے عیسائیوں نے خود صریح الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ یہ ورس اصل نسخوں میں نہیں ہیں۔ دیکھئے نوٹ حاشیہ سنہ ۱۹۰۶ء نسخہ +

"ساتویں باب کی ۵۳ آیت سے لیکر آٹھویں باب کی گیارہ آیت تک کی عبارت اکثر پرانے قلمی نسخوں میں اس موقع پر نہیں پائی جاتی"

(پادری صاحبان اس عبارت کو دوسرے موقع پر ہی لکھا ہوا بتلایا ہوتا)

یہ تمام نمونے جو اوپر گذر چکے ہیں تحریف لفظی کے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ تحریف معنوی کے بھی کسی دوسرے وقت میں انجیل سے نمونے پیش کرینگے ؞

سترھواں نمونہ۔ کتاب موسیٰ۔ استثناء باب ۳۱ ورس ۲۴-۲۵-۲۶ اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکھ چکا۔ اور وے تمام ہوئیں۔ تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھاتے تھے ؞

(وہ صندوق جس میں توریت رکھی گئی۔ تا محفوظ رہے)

فرمایا۔ اس شریعت کی کتاب کو لیکے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکھیو الخ

معزز ناظرین! معلوم ہوگیا ہوگا کہ توریت جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ تو وہ لاویوں کے سپرد کردی گئی۔ کہ صندوق میں بند رکھو۔ تا یہ حفاظت سے رہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ آیا وہ توریت صندوق میں رکھی ہوئی صحیح و سلامت رہی یا ضایع ہوگئی ؞

ملاحظہ ہو کتاب پرانا عہد نامہ سلاطین ۱ باب ۸ ورس ۹ -

"اور صندوق میں کچھ نہ تھا۔ سوا پتھر کی دو لوحوں کے جن کو موسےٰ نے حورب میں اسپر رکھا تھا"

اب صاف ثابت ہوگیا کہ موسیٰ نے جو تختیاں حفاظت کیلئے رکھی تھیں۔ جب بعد میں صندوق کھولا گیا تو صرف دو تختیاں نکلیں۔ جنکو موسیٰ نے رکھا تھا اور کچھ نہ تھا (باقی تلف ہوگئیں) ؞

نیا عہد نامہ میں (جو جدید طبع شدہ ہے) بہت سی آیات ایسی ہیں جو پہلے نسخوں میں تو متن میں شمار ہوتی رہی ہیں مگر جدید میں بریکٹ ڈالکر حاشیہ بنا دی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان بریکٹ والی آیات کی فہرست کسی دوسرے وقت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کرینگے۔ (فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

# مولانا نور الدین رضؓ کے نزدیک آیت خاتم النبیین کے معنے

منقول از مباحثہ مابین ابوسعید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول رضؓ

**مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی**۔ نبوت ختم ہو چکی ہے یا نہیں؟

**حکیم صاحب** (مولانا نور الدین) نبوت تشریعی ختم ہو چکی ہے۔ کوئی شخص شرع جدید نہیں لا سکتا

**بٹالوی**۔ کوئی جدید نبی ہو سکتا ہے۔ جو تشریع جدید نہ کرے۔ شرع محمدی کے تابع ہو۔ اور نبی کہلائے۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل توریت کا اتباع کرتے تھے۔ اور نبی کہلاتے تھے۔

**حکیم صاحب**۔ کوئی بعید نہیں۔ ہو۔

**بٹالوی**۔ آیت خاتم النبیین نبوت کو ختم کرتی ہے۔ آپ نبی جدید کی تجویز پر کیا دلیل رکھتے ہیں؟

**حکیم صاحب**۔ خاتم النبیین کی آیت تشریعی انبیاء کی ختم کی دلیل ہے۔ نبی بلا تشریع کے وجود کی مانع نہیں ہے۔ ایسے نبی کے دلائل میں اس وقت پیش نہیں کرتا"

مذکورہ بالا گفتگو مندرجہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ نمبر ا مجریہ سنہ ۱۸۹۰ء سے ظاہر ہے کہ مولانا نور الدین جو غیر مبائعین کے مسلمہ خلیفہ اور مقتدر فاضل متبع کتاب و سنت ہیں۔ اسکے نزدیک بھی آیت خاتم النبیین کے یہی معنے تھے کہ صاحب شریعت نبی ختم ہیں نہ کہ غیر تشریعی۔

پس مولوی محمد علی صاحب کیا فرماتے ہیں؟ جوابات کو مانتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب مسیح موعود کے حرکت نبضی کی مانند متبع تھے۔

## تبدیلی عقیدہ

اسبات پر بہت اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے تعریف نبوت اور کی۔ اور اس بناء پر اپنے آپ کو غیر نبی کہا اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد جو نبوت کی تعریف کی اس کے مطابق اپنے آپ کو نبی قرار دیا۔ کیا ایک نبی کے لئے یہ جائز ہے کہ اسے باوجود نزول وحی

اپنی نبوت کی حقیقت منکشف نہ ہو *

اقول و باللہ التوفیق۔ سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل وحی نبوت لے کر نازل ہوا۔ اور بہت سے اصرار کے بعد آپ کو سورہ اقرء باسم ربک کی پانچ آیتیں پڑھائیں مگر آپ کانپتے کانپتے حضرت خدیجہ کے پاس گئے۔ اور کہا ولقد خشیت علی نفسی (صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی) یعنے مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ (ترجمہ حضرت مسیح موعود دیکھو۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۰)

پھر دیکھو صحیح البخاری جزء ۲۸ کتاب التعبیر وفتر الوحی فترہ۔ حتی حزن النبی صلے اللہ علیہ وسلم حزنا غدا منہ مرارا کی یتردی من رؤس شواھق الجبال فکلما اوفی بذروۃ جبل لکی یلقی نفسہ منہ تبدی لہ جبرئیل فقال یا محمد انک رسول اللہ حقاً الخ یعنے جب نزول آیات سورہ اقرء باسم ربک کے بعد وحی قرآنی میں تاخیر ہوئی تو نبی کریم شدت حزن سے پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جاتے تاکہ گر کر جان دیدیں۔ مگر جب بھی آپ ایسا کرنا چاہتے تو جبرئیل ظاہر ہو کر کہتا یا محمد آپ کے سچے رسول ہیں اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ زمانہ فترۃ الوحی جو ڈھائی سال ہے (دیکھو فتح الباری) میں آپ پر باوجود نزول وحی قرآنی اور باوجود بار بار ظاہر ہونے جبرئیل کے اپنی نبوۃ پورے طور پر منکشف نہ ہوئی تھی۔ پس اگر نبی کریم کے لئے یہ جائز ہے تو مسیح موعود کے غلام کے لئے بھی روا ہے کہ وہ کچھ مدت اپنی وحی دربارہ نبوت کی تاویل فرماتے رہیں +

دوم۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا۔ ما ینبغی لعبد ان یقول انی خیر من یونس بن متی (متفق علیہ) وفی روایۃ للبخاری من قال انا خیر من یونس بن متی فقد کذب۔ یعنی کسی کے لئے جائز نہیں کہ یہ کہے میں یونس بن متی سے افضل ہوں اور جو ایسا کہے وہ کاذب ہے (دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۹ باب بدء الخلق) پھر فرمایا۔ انا سید ولد آدم یوم القیمۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی (میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور تمام انبیاء اس روز میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے) ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صفحہ ۵۰۵

اب ان دو اقوال میں اختلاف و تناقض ہے پس جو پیش کرتے ہیں کہ حضرت اقدس نے دعویٰ نبوت کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# رحیم و توّاب

## اسلامی توبہ اور دیانندی عقیدہ

**آریہ و مسلم عقائد دربارہ صفات خداوندی**

آج ہم جس مسئلہ پر قلم اٹھانے لگے ہیں وہ یہ ہے کہ "آیا خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے پر رحم کرکے اسکی توبہ بھی قبول کرتا ہے یا بقول دیانندی حضرات صرف عادل و منصف ہے۔ رحیم و توّاب نہیں قطع نظر دیگر مذاہب کے خیالات دربارۂ صفات خداوندی یہ مضمون صرف اسلامی اور دیانندی عقائد کے اندر محدود ہوگا۔ یہاں صرف ہر دو مذاہب کے خیالات دربارہ صفات خداوندی رحیم و تواب یا صرف عادل و منصف کو بالمقابل رکھکر دکھلائینگے۔ کہ دونوں میں سے کون اپنے دعاوی کے اثبات میں معقول دلائل پیش کرتا ہے۔ اور یہ دلائل عقلی و نقلی دونوں قسم کے ہونگے ؀

**فطرت انسانی میں صفات الٰہی کا نقش**

اور یہ بات بھی دیکھنی ضروری ہوگی کہ فطرت انسانی کے عین مطابق کونسا عقیدہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ یعنی اللہ کی طرف سے دی ہوئی فطرت وہی ہے۔ جو اُسنے اپنے بندوں میں رکھی ہے۔ اللہ کی خلق میں کوئی تبدیلی نہیں چاہیئے۔ یعنے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے انسان میں ایسی صفات ودیعت کیگئی ہیں۔ جن سے وہ ایک حد تک صفات خداوندی کا مظہر کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ اور یہ اِسلیئے ودیعت کیگئی ہیں کہ انسان ان کے ذریعہ سے نیک و بد میں شعور کر سکے۔ اور اِسطرح انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف کون کون سی صفات منسوب کرنی واجب ہیں۔ اور یہی درست ہے۔ کیونکہ خداوندی صفات کا پرتو انسان پر بھی ایک حد تک پڑا ہوا ہے۔ پس وہ جب اپنی فطرت کے مطابق اللہ تعالےٰ کی صفات کو جانچتا ہے تو فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں

فلاں اس کی طرف منسوب کرنی چاہییں۔ اور یہی خلاصہ مطلب ہے۔ قرآنی آیت کا کہ انسان میں وہی صفات ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے معرفت حاصل کرنے کے لئے ودیعت کی گئی ہیں۔ اور ان کو تنبیہ کیا ہے۔ کہ تم ہرگز ہرگز ایسی کوئی صفت بھی میری طرف منسوب کرنا۔ جو عقل و فطرت کے خلاف ہو۔ پس عقل و فطرت کو اس مقدمہ میں رہنما بناؤ۔ تا تمہیں ان دشوار گذار راہوں میں سہولیت ہو جائے ✦

اِس مضمون کی تائید میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اے لوگو تم اللہ تعالٰی کی صفات کو فطرت کے مطابق جانچو۔ پس مندرجہ بالا آیت و حدیث نے ہمیں ایک عمدہ اور آسان شاہراہ پر چلا دیا۔ اور سچے مذہب کی یہی نشانی بتلائی کہ وہی مذہب اللہ تعالٰی کی طرف سے ہوگا۔ جو فطرت انسانی کے مطابق اللہ تعالٰی کی صفات کا اظہار و بیان کرے۔ پس اب ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ بے شک یہ ایک بہت عمدہ کسوٹی ہے جس پر صادق مذہب کی سچائی فوراً آشکار ہو جائے۔ اور جو مذاہب خدا تعالٰی کی طرف سے ہیں ان کا دعوے باطل ہونا دیکھ لیں ✧

## صفت رحم عقل و فطرۃ انسان کے مطابق ہے

جب ہم اس کائنات عالم پر ایک گہری نظر دوڑاتے ہیں۔ تو انسانوں میں کچھ صفات اس قسم کی پاتے ہیں۔ جنہیں ہر ایک شخص لاریب فیہ عمدہ اور نیک سمجھتا ہے۔ اور بعض ایسی صفات بھی ہیں۔ جنہیں ہر ایک سلیم الفطرت بری تصور کرتا ہے۔ مثلاً انسانوں میں رحم کا مادہ کم و بیش موجود ہے۔ اور یہ صفت (رحم) دنیا میں نیک اور عمدہ سمجھی گئی ہے۔ اور اگر کوئی شخص رحم کے خلاف کرتا ہے۔ تو دیگر اشخاص اسکو ظالم جیسے برے لقب سے ملقب کرتے نظر آئینگے۔ اور رحیم انسان کو نیک نفس شریف انسان کا خطاب دیتے ہیں۔ اور ہر ایک اُس رحیم انسان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آئے گا ✧

پس معلوم ہو گیا کہ انسان میں رحم کی صفت موجود ہوتی عالم و جاہل سب کی نظر میں قابل تعریف مانی گئی ہے۔ برخلاف اسکے بے رحمی کو صفات ذمیمہ کی لسٹ (فہرست) میں شمار کرتے ہیں۔ اب ہم اس تمہید کو ختم کرکے ہر دو مذاہب کے دعاوی مع دلائل ناظرین کے

کے آگے پیش کرینگے ؞

## آریہ عقیدہ دربارہ رحم الٰہی

سب سے اول پنڈت دیانندی عقائد جو خود ہی سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب میں تحریر کئے ہیں نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲

**سوال**۔ ایشور اپنے بھگتوں کے پاپ (گناہ) معاف کرتا ہے یا نہیں؟

**جواب**۔ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ پاپ معاف کردے۔ تو اس کا انصاف جاتا رہے۔ اور اس سے تمام انسان پاپی ہو جائیں۔ مثلاً اگر راجہ گناہ معاف کر دیا کرے تو لوگ حوصلہ پاکر اور بھی بڑے بڑے پاپ کریں۔ کیونکہ راجہ گناہ بخش دیا کریگا۔ اور ان کو بھی بھروسہ ہو جائیگا۔ کہ ہم راجہ سے بذریعہ حرکات ہاتھ جوڑنے وغیرہ کے اپنے قصور معاف کرا لینگے۔ جو لوگ قصور نہیں کرتے۔ وہ بھی قصیروں سے نڈر ہو کر پاپ کرنے میں راغب ہو جاوینگے۔ اسکے تمام اعمال کا مناسب نتیجہ دینا ایشور کا کام ہے نہ کہ معاف کرنا ؞

پیارے ناظرین! سوامی جی مہاراج کی بیان کردہ صفات خداوندی کو آپنے دیکھ لیا۔ دعوے اور اسکی دلیل بھی آپکے سامنے ہے۔

سوامی جی نے ایسی بات کہی جسے انسانی فطرت سنکر ہی متنفر ہو جائے۔ یہ کیسی اچنبے کی بات ہے کہ انسان تو ایک دوسرے کے قصور معاف کر دیں۔ مگر خدا تعالیٰ جو تمام خوبیوں کا منبع ہے۔ اس میں یہ اعلیٰ صفت مفقود ہو۔ بلکہ اس میں یہ صفت ہونی بقول سوامی جی بلکل معیوب سمجھی جائے۔ کیا کوئی معقول دلائل بھی اس دعوے کے آپ رکھتے ہیں یا یہی ایک دلیل تصور کر لی گئی ہے۔ مہاراج آپکے دعوے کی بنیاد کھوکھلی ہے ؞

## توبہ سے گناہوں کی معافی

ہم کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص ہر طرح کی بدیوں اور برائیوں سے محفوظ رہنے کی حتی الامکان پوری کوشش کرتا ہے۔ اور سنسار (دنیا) میں پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔ مگر اتفاقاً اس شخص سے کوئی فعل ایسا صادر ہو گیا۔ جسکی رو سے وہ گنہگار رہا۔ تو کیا اس کی تمام عبادت خاک میں مل گئی۔ اور اسکے مقابل وہ شخص جو عمر بھر فسق و فجور میں مبتلا رہا۔ خدا کی عدالت میں مساوی تصور ہو

اور کیا دونوں پر ایک سا عتاب الٰہی نازل ہوگا؟

اس کا جواب ہر سلیم الفطرت انسان کی طرف سے یہی ملیگا کہ ہرگز نہیں۔ اگر ایک جرم کرنیوالا شخص خدا کے حضور سچے دل سے توبہ کرے اور کہے کہ اے غفور رحیم خدا میرا تو معبود اور میں تیرا عبد ہوں۔ میں ہمیشہ تیرے احکام کی بجاآوری میں ہمہ تن مصروف رہا۔ مگر شامت اعمال سے ایک گناہ سرزد ہوگیا ہے۔ تو مجھے اپنی رحیمیت کی صفت کے ماتحت معاف کر دے۔ اور آیندہ کے لئے میں اقرار کرتا ہوں کہ پھر ایسی حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوگی۔ تو ایسی توبہ اس رحیم و کریم خدا کی عدالت میں ضرور قبول ہو جائیگی۔ کیونکہ وہ علام الغیوب خدا جانتا ہے۔ کہ انسانی فطرتیں طبعاً کمزور ہیں۔ ان سے غلطی سرزد ہونی ناممکن نہیں۔ پس وہ ضرور ایسے شخص کی جو سچی توبہ کرتا ہے، توبہ قبول کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بات انسانی فطرت میں مرکوز ہے۔ اور اس امر کی ہمارے پاس لاکھوں مثالیں موجود ہیں۔ مگر ایسے واقعات کا ظہور دنیا میں نہ ہوتا۔ تو دنیا کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا۔

**دنیاوی حکام بھی مجرموں پر رحم کرتے ہیں۔**

دیکھئے ہمارے سامنے سینکڑوں مقدمات عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ اور ان مجرمین میں سے کئی ایک مبرا کر دیئے جاتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ رحم بھی دنیا میں کچھ حقیقت رکھتا ہے۔

مثلاً عدالت میں ایک مجرم ۱۸ سال کی عمر کا پیش ہوا۔ عدالت نے اسکے جرم کی تفصیل پولیس کی رپورٹ سے پڑھی۔ پھر تعزیرات ہند کی دفعات کو دیکھا۔ اور ایسی دفعہ نکال لی کہ اس جرم کے مطابق ہو۔ اب عدالت کا عدل پورا ہو گیا؟ اور اس نے دیکھ لیا کہ اس جرم کی سزا اتنی ہونی چاہیئے۔ مگر مجرم کی حالت زار کو دیکھ کر دل میں ایک جوش اٹھا۔ کیسا جوش؟ رحم کا۔ ادھر مجرم منت سماجت کر رہا ہے۔ کہ حضور میں لوگوں کے بہکانے میں آگیا۔ ورنہ مجھ سے ایسا فعل کبھی صادر نہ ہوتا۔ اور اگر حضور اس وقت میری حالت زار پر رحم کر کے آزاد کر دیں تو تاحیات میں ایسے کاموں کے نزدیک مطلقاً نہ جاؤں گا۔ تو عدالت اس کو بری کر دیتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ محض رحم کرنے کی وجہ سے

## جیسے رُوحانی امراض کا علاج ہے
## ویسے رُوحانی امراض کا

اور طرح سے بھی ہم سمجھاتے ہیں۔ دیکھئے اس دُنیا میں جسمانی امراض کا علاج مکمل طور پر اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے کیوں؟ اسلئے کہ انسانی طبعتیں کمزور ہوتی ہیں۔ ان کا خاصہ ہے کہ وہ امراض میں گرفتار ہوں تو اس مُصیبت کے دفعیہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے دوائیں پیدا کی ہیں۔ اگر یہ علاج دنیا میں موجود نہ ہوتے یا اگر ہوتے مگر انسانوں سے مخفی رہتے۔ تو ایک سیکنڈ کے لئے ہی اس مُصیبت کا اندازہ کرو۔ جو دنیا پر آتی۔ کارخانہ عالم درہم برہم ہو جاتا یا نہیں ضرور ہوتا۔ پس جس طرح اللہ تعالےٰ نے جسمانی امراض کے قلع قمع کے لئے لاکھوں ادویات و علاج وغیرہ کو پیدا کر رکھا ہے۔ اس طرح اُسنے روحانی امراض کے گرفتاران بلا کے لئے بھی علاج دنیا میں مہیا کیا ہُوا ہے۔ مگر اس مرض کے معالج اور علاج کے معلوم کرنے کے لئے چشم بصیرت چاہیئے۔ جو بصیرت سے کام لیتے ہیں۔ وہ علاج اور معالج دونوں کو پالیتے ہیں۔ اور جن کی سطحی نظر اصل مقصد تک نہیں پہونچ سکتی وہ تھکے ہیں۔ اور ان کا یہی قول ہے۔ کہ یہ مرض لا علاج ہے کیونکہ مریض کسی نیم حکیم وغیرہ یا اسکے ہم مشرب فرضی حکیموں کے پاس علاج کے لئے جاتا ہے۔ اور بہت کوشش کے بعد بھی آرام نہیں آتا تو مریض یہی سمجھ لیتا ہے۔ کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں۔ حالانکہ وہ بے وقوف مریض جاتا ہی پہلے نام کے حکیموں کے پاس ہے۔ جن کے پاس واقعی اس مرض کا علاج نہو۔ اس کا تو فرض ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ نامی حکماء کے پاس جاکر علاج کرائے۔ ہاں اگر وہاں سے نامُراد لوٹے۔ تو تب کہہ سکتے ہیں کہ یہ مرض لا علاج ہے۔ اور اگر وہ جاتا ہی نہیں۔ اور بازاری حکیموں کے پھندے میں پھنسا ہُوا ہے۔ تو اس کو کیا خاک شفا حاصل ہوگی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ دُنیا میں کوئی ایسا مرض نہیں جس کا علاج خدا تعالےٰ نے نہ پیدا کیا ہو۔ پس جب جسمانی امراض کا علاج موجود ہے۔ تو روحانی علاج بھی اس رحیم رحمٰن نے پیدا کر رکھے ہیں۔ ہم آگے چل کر بتلائینگے۔ کہ اے اس مرض کو لا علاج بتلانے والو آؤ ہم تمہیں اصل حکیم نبض شناس کے دربار میں حاضر کریں۔ جہاں یقینی شفا ہے۔ یہ بات تو عقل بھی باور نہیں کر سکتی کہ جسمانی علاج تو دُنیا میں موجود۔ مگر روحانی امراض کا علاج پیدا کرنے میں خدا کو قدرت نہیں۔ یہ کیسا لچر اور بے ہودہ عقیدہ ہے۔ رُوحانی مرض کا علاج تو بہ

ہے۔ جو سچے اور محکم ارادہ سے کی جائے۔ جو اس طرح سے کریگا۔ ضرور شفا پائیگا۔

ہم کہتے ہیں کہ جو انسان گناہوں میں دبا ہوا ہو۔ اور وہ سچی نیت اور محکم ارادہ اور حصول خیر کے لئے خدا کے حضور گڑگڑا کر عاجزی سے التجا کرتا ہے کہ اے میرے مولائے کریم تیری ذات رحیم و کریم ہے۔ تو غفار اور ستار بھی ہے۔ میرے گناہ جو غلطی سے سرزد ہو گئے ہیں۔ ان کو معاف کر دے۔ اور اے مولا کریم میں آئندہ ایسی حرکت ہرگز نہ کروں گا۔ تو ہم دعوے سے بآواز بلند للکار کر کہتے ہیں کہ وہ غفور رحیم مولا اپنے فضل سے ایسے تشنہ لبوں کی پیاس بجھائے گا۔ اور ضرور بجھائیگا۔ وہ مجسم رحم ہے۔ کیونکہ جب انسان میں رحم کا مادہ موجود ہے۔ تو اللہ تعالے میں تو کامل طور پر ماننا پڑے گا۔

## آریوں کا عمل ان کے عقیدے کے خلاف

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ جب کبھی بھی دیانندی حضرات سے اس مسئلہ کی نسبت گفتگو کی جائے۔ تو اس موقعہ پہ کہتے ہیں۔ کہ جس طرح حاکم عادل ٹھیک ہے۔ اسی طرح خدا بھی عادل چاہیئے رحم کوئی چیز نہیں۔ یہ بھی عدل کا دوسرا نام ہے۔ اگر حاکم رحم کرکے ہر ایک کو چھوڑ دیا کریں تو گناہ دنیا میں عام طور پر پھیل جائے۔ بس خدا بھی عدل کرتا ہو یہ بات تو ہوئی مباحثہ کی۔ مگر جسوقت کوئی ان خیالات کا آدمی گورنمنٹ کی بغاوت یا کسی جُرم میں ملزم گردانا جائے۔ اور اس کے خلاف تمام ثبوت گورنمنٹ کے پاس پہونچ جائیں اور ملزم کو بھی یقین ہو جائے۔ کہ بے شک اب میری رہائی وکالت وغیرہ کے ذریعہ ناممکن الحصول ہے۔ تو پھر وہ توکل علی اللہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنے تئیں گورنمنٹ کے حوالے کر دیں۔ اور اپنے آپ کو اسکے رحم پر چھوڑ دیں۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہم اس کی نظیریں اثبات دعویٰ میں پیش کر سکتے ہیں کہ مجرمین نے جب جان لیا کہ رہائی کی کوئی صورت نہیں ہے تو گورنمنٹ عالیہ کے رحم پر اپنے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور پھر ایسا بھی ہوا کہ گورنمنٹ عالیہ نے رحم کھا کر انکی سزاؤں میں تخفیف کر دی یا بالکل رہا کر دیا۔ یہ ابھی چند دن کا واقعہ ہے کہ لالہ لاجپت رائے کو جب سزا کا حکم ہوا تو لاہور کے ایک اڈیٹر اخبار نے سزا کی میعاد کو نقل کرکے حضور لاٹ صاحب پنجاب کی

خدمت میں رحم کی درخواست کی تھی۔ معزز ناظرین! دیانندیوں سے دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ مباحثہ کے وقت تو تم اور کچھ دعوےٰ کرتے ہو۔ مگر جب سر پر آپڑے۔ تو فوراً ملتجی ہوتے ہو کہ ہم قابل رحم ہیں۔ ہم پر رحم کیا جائے۔ یہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ وقت پر کیوں ایسے کلمات نکلتے ہیں۔ اسی لئے کہ انسانی فطرت کا مقتضاء یہی ہے۔ کہ اگر دکھی ہے تو رحم کی درخواست کرے۔ یا اگر حاکم یا مالک ہے۔ تو دوسروں پر رحم کرے۔ کیوں اے منکرینِ صفتِ رحمِ خداوندی کہاں ہو ہوش میں آؤ۔ اب بھی رحم کے وجود کے اقراری ہوتے ہو یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ اگر رحم کا مادہ ہی انسانوں میں نہ ہو۔ تو ایسے واقعات کس طرح ظہور پذیر ہو سکتے تھے؟

## سوامی جی کے رحم کے واقعات

اور تو اور خود سوامی جی بانی آریہ سماج کی طبیعت میں بھی رحم کی جھلک پائی گئی۔ جھلک کے سوا اس کا ظہور بھی دو ایک جگہ پر ہوا۔ ملاحظہ ہو۔ جیون چرتر سوامی جی مرتبہ لیکھرام صفحہ ۲۹ لکھا ہے:۔

انوپ شہر میں ایک روز سوامی جی کے مورتی پوجا (بت پرستی) کے کھنڈن (رد) میں لیکچر ہوئے۔ اور اس سے ایک برہمن دق ہو کر سوامی جی کو پان میں زہر ملا کر کھلانے کیلئے لایا۔ مگر سوامی جی نے اسکو دیکھ نہ کہا۔ اندر جا کر نیوں کرم کرکے بمشکل تمام بچے۔ بعد میں اس براہمن کو سید محمد صاحب تحصیلدار انوپ نے قید کر دیا ...... سوامی جی کو جب پتہ لگا تو ان براہمن کی حالت پر رحم کھا کر تحصیلدار صاحب سے رہائی کی درخواست کسی ڈھنگ سے کردی۔ تو تحصیلدار صاحب نے اس کو اپیل کرکے رہا کروا دیا:۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ ملاحظہ ہو:۔

امرتسر آریہ سماج نے ایک شخص کو اس لئے سماج سے خارج کر دیا تھا کہ اُسنے سماج کی کتب چرائیں اور وہ مجرم ثابت ہوا۔ تو وہ شخص سوامی جی کے پاس اجمیر پہنچا۔ وہاں نہایت زار زار رو دیا منت و سماجت کی۔ سوامی جی کو اس کی حالت زار پر رحم آیا۔ اس سے اس کا حال وغیرہ دریافت کیا۔ اس نے من و عن سچ سچ بتلا دیا۔ تو بعد میں سوامی جی نے اپنی صفت رحم سے کام لے کر اس کو پھر سماج میں داخل کروا دیا۔ اور وہ امرتسر چلا آیا۔ ملاحظہ ہو سوانح عمری سوامی جی۔ ہمیں تو افسوس آتا ہے کہ بادشاہ جج۔ مالک۔ عام لوگ اور خود سوامی

جج بھی مجرموں پر بعض وقت رحم کھا کر رہا کر دیں۔ اور یہ صفت اچھی بھی جانے۔ مگر جب ان ہی صفات کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے۔ تو اسکے خلاف آواز اُٹھائی جاوے۔

افسوس صد افسوس ایسے عقائد سکھلانے والے پر۔

**جب گناہوں کو معاف کرنا عمدہ صفت ہے تو خدا میں ضرور یہ صفت ہے۔**

جب رحیم و تواب ہونا عمدہ اور اعلیٰ صفات ہیں۔ تو لامحالہ یہ بات ماننی پڑی کہ اللہ تعالےٰ کی طرف یہ صفات منسوب ہو سکتی ہیں۔ وہ ضرور رحم کرتا ہے۔ کیونکہ جب تمام عمدہ صفات جو سمجھی جاتی ہیں۔ صرف خدائی صفات کا ادنیٰ عکس ہیں۔ تو اصل میں تو یہ کامل طور پر موجود ہونی لازمی ہیں۔ ہم نے تمہید میں یہ بات واضح کر دی تھی کہ جن صفات کو عقل و فطرت کہے کہ یہ عمدہ صفات ہیں۔ وہ ضرور خدا کی طرف منسوب ہونگی۔ اور ایسا عقیدہ رکھنا عقل کے خلاف نہیں۔ بلکہ موافق ہے۔ بلکہ اسکے خلاف عقیدہ رکھنا عقل و وجدان کے (یعنی خلاف) پس یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ خدا ضرور "رحیم و تواب" ہے۔ اور جو مذہب ان صفات خداوندی کا انکار کرتا ہے۔ وہ کبھی بھی خدا کی طرف سے ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ کسی تشنہ لب کی پیاس بجھا سکتا ہے +

**ایک گنہگار کو تسلی پیغام کس مذہب سے ملتا ہے**

دیکھئے! ایک شخص گنہگار ہو اور تمام عمر بُرے کاموں میں صرف کر دے۔ اور بعد میں کسی ولی یا مہایوگی کے فیض صحبت سے تاثر ہو کر دُنیا سے منہ موڑے۔ اور تلافی مافات کے ذرائع ڈھونڈنے کے لئے وہ دیانندی پنتھ والوں کے پاس اگر جائے۔ تو کیا وہ اس خستہ حال کی پیاس ٹھنڈی کر سکینگے۔ ہرگز نہیں۔ ان کا جواب صاف ہوگا۔ کہ بھائی ہمارے مذہب میں سب خوبیاں ہیں۔ مگر تم یہ چاہو کہ پچھلے پاپ چھوٹ جائیں تو یہ ناممکن ہے۔ ہاں ہمارے ساتھ ہونے سے آگے تم گناہ نہ کر سکوگے۔ پہلے جرموں کی سزائیں تب۔ کتا۔ بندر۔ سوّر اور گدھا وغیرہ وغیرہ بننا پڑے گا تو اسے ناظرین بتلایئے کہ وہ شخص ایسے عقائد رکھنے والوں کو دُور سے ہی سلام نہ کریگا۔ کیا اس کی پیاس مٹانے کا سامان سماج والوں کے پاس ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر کیا کرے تا اُسکے پچھلے پاپ جھڑ جائیں۔ اور وہ ان مخمصوں سے خلاصی پائے ٭

## حقیقی شانتی اسلام میں

ہاں اس کی شانتی کا علاج سوائے اسلام کے اور کہیں نہیں ہم ایسے اشخاص کو جو اس شخص کی طرح بے خود ہو کر تمام مذاہب کے پیرؤں کے پاس جاتے ہیں۔ اور تسلی نہیں پاتے۔ ہم بتلائے دیتے ہیں کہ انکی مرض کی دوا کس مطب میں مل سکتی ہے۔ اور کون لائق طبیب ان کا علاج کر سکتا ہے۔ اسلئے ہم بتلاتے ہیں وہ مطب اسلام ہے۔ اور اس مطب کا ڈاکٹر خود خدا ہے۔ اور اس مرض کا نسخہ جو ڈاکٹر تجویز کرتا ہے توبہ ہے۔ پس اس نسخہ کو استعمال کر کے اپنی روح کو شانت کیجئے۔ دیکھئے اس ڈاکٹر نے اپنی طب روحانی کی مکمل کتاب میں مریضوں کی شانتی قلب کے لئے کیا عمدہ نسخے تحریر کئے ہوئے ہیں۔ دیکھئے فرماتا ہے:۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۔ (پ ۱۶ طٰه)

جو (مریض) توبہ (تنقیہ) کر چکا اور ایمان لایا اور اچھے عمل (پرہیز) اچھے ہوئے پھر اس سب کے بعد ہدایت کی راہ پر ثابت قدم رہا۔ اسکے لئے غفار ہوں۔

پھر اسی کتاب میں فرماتا ہے:۔

"قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ پ ۲۴

ترجمہ:۔ یعنی اے بندو (مریضو) کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی (بدپرہیزی) اور گناہوں میں ڈوب گئے ہو (مرض کا شکار ہو گئے ہو) اور ہر وقت ظلم و تعدی میں لگے رہے ہو۔ اور جنہوں نے خدا کی راہ بھلا کر (اصل صحت کی) اور راہ اختیار کر لی۔ اور اس مہربان اور سچے محبوب (شفیق ڈاکٹر) کو چھوڑ کر اور اشیاء سے (دیگر ناکارے حکیموں سے) دل لگایا اور حقیقت کی بجائے جھوٹ کو پسند کیا۔ اور خالق کی (اصل ڈاکٹر) جگہ مخلوق (خود مریضوں کو ہی) کو چن لیا ہے۔ اور نیکی کو چھوڑ کر بدی کو لے لیا ہے۔ ہاں اے مریضو! نا امید مت ہو۔ اور میری درگاہ (مطب) سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ میں تو سب گناہوں (امراض) کو معاف کر دیتا (شفا مرض سے) ہوں اور ہر قسم کی خطاؤں سے درگذر کرتا ہوں۔ تم رت

گھبراؤ۔ میں بڑا مہربان ہوں۔ جس وقت تم کو سمجھ آ ئے۔ اور ہدایت (اصل مطلب) کا راستہ معلوم ہو جائے۔ تو نیکی کی (علاج کی طرف) طرف جھک جاؤ۔ اور جب تمہیں سچائی کی بو لگ جائے۔ تو محبت میری طرف جھکو۔ اپنے سابقہ (امراض) گناہوں کا خیال مت کرو۔ اور مضی ما مضی جان کر (جو ہوا سو ہوا) اپنی سابقہ زندگی کو دل سے محو کردو اور آیندہ کے لئے بہتری (اعمال صالحہ) کا ارادہ کر لو۔ پس یاد رکھو کہ حقیقی رب (اصل شافی) میں ہوں۔

دیکھو! جس مرض کی نسبت تمہارے وید حکیم یہ فتویٰ دے رہے ہیں کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ دیکھو اسلامی مطب کے ڈاکٹر کی کتاب میں کیسے تسلی دینے والے کلمات تحریر ہیں۔ پس اگر اپنی روحوں کو تسلی دلانا چاہتے ہو۔ تو اشانتی کے اتھاہ (غم کے سمندر) سے نکل کر اسلامی حکیم کا علاج کراؤ۔ جو دعوے سے اپنے علاج کا اعلان کر رہا ہے۔

ایہا الناظرون۔ اب اسلامی دعوے کہ "خدا تواب و رحیم" ہے۔ عقلی و نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا۔ اور اسکے برخلاف کہنے والوں کی بطالت ظاہر ہو گئی۔ مگر ہم اسپر اکتفاء کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ تا نجانہ باید رسانید پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ہم ثابت کرینگے۔ کہ آرین کتب میں کہیں یہ تعلیم نہیں کہ خدا توبہ قبول نہیں کرتا۔ بلکہ ہم اسلامی عقیدہ کی تائید میں آرین کتب سے ثبوت بہم پہنچائینگے۔ اور اسکے بعد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ پنڈت دیانند صاحب کا سلوک اپنی مقدس کتب سے کیا رہا ہے۔

دیکھئے منو سمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۲۴۶۔

(۱) ترجمہ سوامی درشنانند جی مرحوم آریہ سماجی (اپدیشک) جسطرح تیز آگ کاٹھ کو جھٹ پٹ جلا دیتی ہے۔ اسی طرح ویدوں کا جاننے والا گیان روپ اگنی سے تمام پاپوں کو جلا دیتا ہے۔

(۲) یہاں سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ گنہگار اگر ویدوں کو جاننے لگ جاویں۔ تو ان کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور ملاحظہ ہو شلوک ۲۵۱۔ ادھیائے ۱۱۔

"ہشیم وغیرہ انیس ۱۹ رچا اور نت سنگ ہو د تنگ آٹھ رچا۔ اور سہر شیر کہا جو پرش سوکت نام وید کا حصہ ہے۔ انہوں کو ۱۶ دفعہ ہر روز ایک مہینہ تک جپ کرے تو والدہ کے ساتھ جماع کرنے کے پاپ سے چھوٹتا ہے۔"

اور دیکھئے۔ منو دھیائے ۱۱۔ شلوک نمبر ۲۳۰۔

(۳) "جو پاپ کر کے سنتاپ کرے وہ اس پاپ سے چھوٹتا ہے۔ میں پھر ایسا نہ کروں گا۔ ایسی شرط کرنے کے وہ ہی پاک ہو جاتا ہے"

ناظرین اور ملاحظہ ہو۔ منو ادھیائے ۱۱۔ شلوک نمبر ۲۵۰۔

(۴) "ایک ماہ تک ہر روز ایک دفعہ اسیوامی اور شیو سنکلپ کے جو کر کے دیوس، جب کے برہمنوں کا سونا چرانے والا پاک ہو جاتا ہے"

اور دیکھئے۔ سب سے زبردست حوالہ منو ۱۱۔ شلوک ۲۴۱۔

(۵) "حل گفتار اور بدن سے جو کچھ پاپ ہوتے ہیں۔ وہ سب تپ کے (عبادت ریاضت کے) ہی فانی ہوتے ہیں"

اور منو ۱۱۔ شلوک ۲۳۹۔

(۶) "بڑے بڑے مہا پاپی اور خراب کام کے کرنے والے جو جو ہیں۔ وہ سب تپ و ریاضت کے ذریعہ سے ہی کشٹ (پاک) ہو جاتے ہیں"

ساتواں حوالہ منو کا ملاحظہ ہو۔ منو ۱۱۔ شلوک ۲۲۷۔

(۷) "پاپ کو ظاہر کرنا چھپانا تپ کرنا وید پڑھنا۔ انہوں کے وسیلے سے پاپ کرنیوالا پاپ سے چھوٹتا ہے۔ مصیبت کے وقت دان کر کے پاپ سے چھوٹتا ہے"

(۸) منو ۱۱۔ ۴۳

"بلا ارادہ جو گناہ سرزد ہو جائے۔ وہ وید ابھیاس (مطالعہ وید) سے شدھ (پاک) ہو جاتا ہے"

اب ذرا ہندوؤں کی مقدس کتاب گیتا کی طرف بھی رجوع کرتے ہیں۔

(۹) دیکھئے گیتا ادھیائے ۱۸۔ شلوک ۶۶۔

"سب دھرموں (مذاہب) کو چھوڑ کر صرف میری ہی شرن میں آ۔ میں تجھ کو سب پاپوں سے نجات دیدوں گا۔ مت افسوس کر"

کیا اس سے زیادہ صاف الفاظ اور بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ ترجمہ غلط ہے۔ تو آریہ سمجھائیں

صحیح ترجمہ کرکے دکھلائیں۔ اور وہ ایسا ہرگز نہ کرسکینگے۔

(۱۰) گیتا ۸ شلوک ۵

"آخری وقت میں مجھکو ہی یاد کرتا ہوا جسم کو چھوڑ کر جو شخص جاتا ہے (یعنی فوت ہوتا ہے) وہ میرے (خدا) بھاؤ (مرضی) کو حاصل کرلیتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے"

(۱۱) گیتا ۹ شلوک ۳۰



"اگر اتینت دشٹا چاری (بدمعاش بدچلن) بھی دوسرے کا بھجن (عبادت) کرتا ہے۔ تو اُسی سادھو ہی ماننا چاہیئے۔ یقیناً وہ کامیاب ہوگا"

(۱۲) گیتا ادھیائے ۹ شلوک ۳۲۔

"اے پرتھا کے فرزند مجھ پر ہی یقیناً دارومدار رکھ۔ جو لوگ گنہگار ہیں یا رذیل اقوام کے اور شودر (خدمتگار) وے بھی نجات کو حاصل کرینگے"

یہاں بیان ہے کہ گنہگار اگر خدا پر بھروسہ کریگا۔ تو ضرور نجات کو پہنچیگا۔

(۱۳) منو ادھیائے ۲ شلوک ۷۹ مترجمہ پنڈت تلسی رام آریہ۔

"تین حصوں والی گاتری کو یعنی اونگ بھوہ بھوہ سوہ کو تینوں جزوں کو دونوں وقت کی سندھیا میں وید پڑھنے والا براہمن جپ کرے۔ تو کل مہا پاپ معاف ہوجاتے ہیں"

(۱۴) منو ادھیائے ۲ شلوک ۸۶

"جو چار پاک یگیہ ہیں اور ودھ یگیہ یہ سب جپ یگیہ کے سولھویں حصہ کو بھی نہیں پہنچتے" یعنے سوامی جی تو تسبیح ذکر وغیرہ کو لغو خیال کرتے تھے۔ مگر منو جی تسبیح سے عبادت کرنے کو ہون وغیرہ سے ۱۶ حصے بڑھ کر گناہوں سے پاک ہونا بتلاتے ہیں۔

(۱۵) سمادھی یوگ (مراقبہ کے ذریعہ) سے جس آدمی کی اودیا (جہالت گناہ) وغیرہ کی ناپاکی دُور ہوگئی ہے۔ اور جس نے روحانیت میں قائم ہوکر پرماتما میں دھیان لگایا ہے۔ اس کو پرماتما کے وصل سے جو کچھ سکھ ہوتا ہے۔ وہ زبان سے نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس آنند (لطف) کو جیوآتما (رُوح انسانی) اپنے انتہکرن (قویٰ باطنیہ) سے محسوس کرتا ہے۔ لفظ اُپاسنا کے معنے نزدیک ہوتا ہے۔ اشٹانگ یوگ کے ذریعہ سے پرماتما (خدا) کے نزدیک ہونے کے لئے اور اُسکے

موجود کل ہونے اور سب کا ضابطہ القلوب ہونے کے اوصاف کو عین الیقین کرنے کے واسطے جو جو کام لازمی ہیں۔ وہ عمل میں آنے چاہئیں (یہ قول اُپنشد کا ہے۔ منقول ستیارتھ پرکاش اُردو صـ۲۱۳)

اس عبارت سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان اگر جہالت اور گناہوں میں مبتلا ہو تو بعد میں اگر ناپاکی وغیرہ کو دور کرے تو خدا کا وصال اور قرب حاصل ہو جاتا ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ جو سوامی جی کے قلم سے بھی خدا نے نکلوا دیا *

(۱۶) اُپاسنا کا پھل یہ ہے کہ جس طرح سردی سے گھبرائے ہوئے آدمی کی سردی آگ کے نزدیک جانے سے دور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور (خدا) کی نزدیکی میسر ہونے سے تمام عیب اور دکھ چھوٹ کر پرمیشور کے صفات فعل عادات کی مانند جیو آتما (روح) کی صفات اعمال و عادات پاک ہو جاتے ہیں"۔ ستیارتھ پرکاش صـ۲۱۵۔

یہاں بھی سوامی جی کے قلم سے نکل گیا ہے۔ کہ جسطرح سردی گرمی سے نیست ہو جاتی ہے اسی طرح گنہگار آدمی کو خدا کا قرب حاصل ہو جائے تو وہ نجات کا حقدار ہو جاتا ہے *

(۱۷) "اُپاسنا کا پھل یہ ہے کہ اس سے پرمیشور کا گیان ہوتا ہے۔ اور تمام خلل دور ہو جاتے ہیں"۔ ویاس جی کی شرح سوتر ۲۸۔ منقول رگوید بھاش بھومکا صـ۹۸۔

(۱۸) "یوگ کے آٹھ انگوں (مدارج) کے حصول سے ناپاکی دور ہو کر گیان (علم و معرفت) کی روشنی اور وویک (حق و ناحق کی تمیز) ترقی پاتی ہے"۔ یوگ درشن ادھیائے ۱ پاد ۲ سوتر ۲۸

(۱۹) اُپاسنا یوگ کے قواعد پر عمل کرنے سے رفتہ رفتہ ناپاکی یعنے جہالت دور ہو جاتی ہے اور گیان کی ترقی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ موکش (نجات) حاصل ہو جاتی ہے"۔

(یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۲۹)

مندرجہ بالا حوالجات ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹ سے صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ انسان اگر اُپاسنا (عبادت) کرے تو جہالت گناہ وغیرہ دور ہو کر نجات کا مستحق ہو جاتا ہے *

(۲۰) ہمنے آبادی میں جو گناہ اور جنگل اور سبھاؤں اور اندریوں کے ذریعہ گناہ کئے تھے۔ وہ ترک کرتے ہیں۔ اور ہوم سامگری سواہا کرتے ہیں"۔ یجروید $\frac{۳۲}{۴۵}$ ۔

اس منتر سے بھی بالبداہت واضح ہو گیا کہ گناہ ترک کر کے ہوم سانگر وغیرہ کا عمل کرے۔
تب پاپ معاف ہو جائیگا۔ مندرجہ بالا بیس حوالجات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ کبھی دوسرے
وقت میں کسی اور کے مضمون پر بقایا حوالوں کو بھی موقع ہوا تو نقل کرینگے۔

ناظرین اب جبکہ اسلامی عقیدہ کہ خدا رحیم و تواب ہے۔ عقلی و نقلی دلائل سے پایہ ثبوت کو
پہونچ گیا۔ تو اس سے انکار کرنیوالا شخص جو ہو گا اس کو کج بحث پانے کے سوا اور کیا کہینگے۔ آریہ
صاحبان کا دعوے ہوا کی طرح اڑ گیا۔ اور اگر آریہ صاحبان اسلامی عقیدہ کا اب بھی انکار کرتے
ہیں۔ تو پھر وہ ایک ایسی مشکل میں پھنس جائینگے۔ جن سے نکلنا ان کے لئے امر محال ہے کیونکہ
جب بقول ان کے خدا ذرہ بھر بھی گناہ معاف نہیں کرتا تو ان کا مہرشی دیانند جی و دھرم ویر
پنڈت لیکھرام و مہاتما منشی رام وغیرہم کی نسبت جو عقیدہ ہے کہ پہلے دونوں مکتی پا گئے۔ اور
مؤخر الذکر بزرگ بھی مکتی یابوں کے گروہ میں داخل ہیں یعنے سنیاس لے لیا ہے۔ خود مکتی کیا
دوسروں کو مکتی کا راستہ دکھلانے والے ہیں۔ کہاں تک صحیح ہو گا۔ کیونکہ اوائل عمر کے گناہ
تو ان سے دور نہ ہوئے۔ اور ان کی سزا ضرور بھگتیں گے۔ کوئی جلد باز دیانندی کہہ اٹھے
ہر سہ اشخاص سے کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا۔ جو مستوجب سزا ٹھہریں۔ ہم کہتے ہیں سوامی
جی کے متعلق تو اسی رسالہ تشحیذ کے نمبر ۱ جلد ۳ میں ثابت کر آئے ہیں کہ سوامی جی بھنگ نوش
بھی رہے۔ اپنے آپ کو برہم سمجھتے رہے۔ انہوں نے والد صاحب سے جھوٹ بھی بولا۔ اور مہادیو جی
پر سونے کے پیچھے بھی چڑھاوا چڑھائے۔ تو کیا اتنے جرموں سے وہ کہیں بچ سکتے ہیں۔
اور پھر پنڈت لیکھرام۔ ان کی بابت بھی سن لیجئے۔ وہ خود ہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو کلیات
آریہ مسافر صفحہ ۳۲ کالم ۱۔

"اوائل میں طبیعت ورطہ حیرانی میں پھنسی رہی۔ اور انہی ایام میں بت پرستی کی سوجھی۔
برسوں کرشن جی اور مہادیو کی پوجا سے سروکار رہا۔ اور انہیں کو اپنا مالک اور پروردگار
جان کر جبہ سائی ہوتی رہی۔ بیماری کے دنوں میں بلکہ خانقاہوں سے مرادیں مانگنی پڑیں۔
اور دیوتاؤں سے ملتجی ہوا ۔۔ ۔۔ ۔۔ آخر کار دیانندجی کے جال میں آ گیا۔"

اب دیکھئے اپنے عجیب گناہوں کے ہوتے ہوئے وہ کیسے مکتی پا سکتے ہیں۔ اور پھر

سنیاسی مہاتما منشی رام صاحب کی بابت بھی انہی کے الفاظ میں ان کی سرگذشت سُن لیں ۔

دیکھئے دیباچہ سوانح عمری پنڈت دیانندجی مصنفہ لیکھرام آریہ صفحہ ۹ :-

"اُس جگہ (بریلی) میں مجھے پہلی اور آخری بار رشی دیانندجی کے درشن نصیب ہوئے۔ میں اُن دنوں ناستک (دہریہ) تھا۔ کاشی نگر کی زبردست پوجا سے ویاکل ہو کر مت متانتروں میں کچھ عرصہ اوندولن کرنے کے بعد میں نے ایشور کی ہستی سے جواب دے رکھا تھا۔ ایشوریہ گیان کا نہ تو کبھی قائل تھا اور نہ ہی انجیل و قرآن دیکھنے سے کبھی تسلی ہوئی۔ وید کا نام سُنا ہی نہ تھا۔ علاوہ ناستک (دہریہ) ہونے کے میری یہ پختہ رائے تھی کہ سنسکرت زبان میں سوائے بےہودہ پن کے عقل کی کوئی بات نہیں ۔۔ ۔۔ ۔ جگت بیتی تو بہت سی کہانیاں ہیں جو اور کسی وقت کے لئے چھوڑتا ہوں۔ اب آپ بیتی کرتا ہوں۔ میں نے تین مرتبہ سوامی جی سے بات چیت ایشور وشے (ہستی باری تعالےٰ) پر کی۔ مجھے ان دنوں اپنے ناستک پن کا بڑا ابھمان تھا (یعنے دہریت کے اصولات پر غرہ) ۔۔ ۔۔ میں اس وقت تو ناستک ہی کا ناستک رہا۔ اور اسکے عرصہ بعد تک اشوہوں کی گہری غار میں گرا رہا ۔۔ ۔۔ بعد میں معلوم ہو گیا کہ سچا رشی سوامی دیانند ہے"

اب مہاشو! بتلاؤ اس عقیدہ کے رکھتے ہوئے تمہارا ان ہر سہ بزرگوں کی نسبت جو عقیدہ ہے۔ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہمارے طائی کو سُنکر گھبرا جائیں۔ اور یہ کہدیں کہ ہاں یہ مکتی نہیں پلٹ گئے۔ تو پھر ہمارا سوال ہوگا کہ دیانند اور لیکھرام اور منشی رام جیسے بندگی ویدک دھرم میں رہ کر مکتی نہ پا سکے تو عوام کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

آخر میں ہماری پربرنا (گذارش) ہے کہ آریہ ساجیوں کا یہ سنہرا اصول ہے کہ صداقت کے قبول کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔ مگر ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اس اصول پر کچھ عملی درآمد سوائے اور کوئی درست نہیں دیجاتی۔ ہاں اگر وہ (آریہ) اسپر کار بند ہونے کا حقیقی طور پر دعویٰ کرتے ہیں۔ تو پھر ہم دیکھینگے۔ کہ اب وہ سچ کے قبول کرنے کو کہاں تک آمادہ و تیار نظر آتے ہیں

ہماری اس تواب رحیم خدا کے دربار میں عرض ہے کہ اے ضابط القلوب ایشور ہم تیرے عاجز بندے ہیں تو ہمیں اپنی پناہ میں لے۔ کہیں شیطان کے پھندے میں نہ پھنس جائیں۔ اے مولا کریم گنہگار ہیں۔ اور تو رحیم و کریم ہے۔ تو ہمارے اعمالوں کا مالک ہے۔ ہم تیرے حضور میں

دل سے یہ پکار کر کہتے ہیں کہ تو ہمارے سابقہ گناہ دور کردے۔ اور آئندہ بھی ہم برے افعال سے مجتنب رہیں۔ تو ہی ہمارا والی ہے۔ اے رب العزت ہماری دعاؤں کو سن لے اے مولا! تیرا دین اسلام دنیا میں رونق پذیر ہو۔ اور ہمیں بھی توفیق دے کہ تیری تعلیم پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کی ہدایت دیں ۔

اے مولا! دنیا میں جو فسق و فجور کی گھٹا چھا رہی ہے۔ اسکو اپنے فضل سے دور کردے کیا عرض کریں تو علام الغیوب ہے۔ تو ہمارے دلوں کا سب حال جانتا ہے۔ پس ہمارے نیک ارادوں میں ہمیں کامیاب و بامراد کر۔ آمین ثم آمین ٭

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

---

# مکالمہ شیعہ و احمدی

## (نمبر ۹)

منشی خادم حسین صاحب خادم مناظر خصوصی۔

**شیعہ۔** اہلسنت کی کتابوں میں جنگ احد کے ذکر میں آیا ہے کہ عمر کہتا تھا کہ میں پہاڑ پر اس طرح چڑھتا تھا جس طرح پہاڑی بکرا۔ کیا یہ بوقت فرار نہ تھا۔ اگر نہ تھا تو اسکی علت بیان کرو ٭

**احمدی۔** اسکے متعلق میں اپنی طرف سے کچھ نہیں عرض کرتا۔ بلکہ مغازی الرسول سے پوری روایت نقل کردیتا ہوں۔ پھر آپ کو خود بخود اصلیت اس واقعہ کی معلوم ہو جائیگی۔ وھو ھذا

" اور کہا رافع بن خدیج راوی نے کہ پھر اسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو طلب کیا۔ اور قتال و جہاد پر آمادہ کرنے لگے۔ اور میں دیکھتا تھا کہ فلاں و فلاں یعنی لوگوں کو کہ قلۂ کوہ پر چڑھے جاتے ہیں۔ تب اسوقت شیطان نے صیحہ کیا کہ محمدؐ قتل ہوئے یہ اسلئے کہ مسلمان مغرور ہو جائیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسوقت آگے بڑھا اور جبل پر مثل بز کوہی کے چڑھ گیا۔ پھر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اسوقت وہ فرما رہے تھے۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ٭

دیکھو کتاب ترجمہ مغازی الرسول حصہ اول مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۱۹

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ عمرؓ کا بلندی کو مسلمانوں پر چڑھنا بہ ارادہ فرار نہ تھا بلکہ بغرض تلاش حضرت سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

**شیعہ**۔ مالک بن نویرہ کون تھا۔ اور اسکے قتل کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان تھا۔ اور مالک کو خواہ مخواہ اور بے گناہ مرتد قرار دے کر قتل کر دیا۔ غرض یہ نہایت ہی شرمناک حرکت تھی۔ جو خالد جیسے سپہ سالار اہل اسلام سے ہوئی۔ اور ابوبکرؓ نے بھی خالد سے قصاص نہ لیا۔ حالانکہ قصاص ضروری تھا۔

**احمدی**۔ مالک بن نویرہ بنی یربوع کی قوم سے تھا۔ بقول شیعہ مفسر منہج الصادقین اور بنی تمیم کا سردار۔ پہلے بے شک مسلمان تھا مگر بعد وفات رسول صلے اللہ علیہ وسلم بقول سورخین اسلام مرتد ہو گیا تھا۔ اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیلمہ سجاح بنت الحرث نصرانیہ و مدعیہ نبوت کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا۔ یعنی صورت میں اس کا قتل مثل دوسرے اہل ارتداد کے خلیفہ برحق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بلکہ ہر مسلمان پر واجب تھا۔ جیسے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ کل مسلم بین مسلمین ارتد عن الاسلام وجحد محمداً صلے اللہ علیہ وآلہ نبوتہ وکذبہ فان دمہ مباح لکل من سمع ذالک × × × وعلی الامام ان یقتلہ ان اتی بہ ولا تستتیبہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ باب الارتداد اور جیسے کہ بحوالہ کتاب ارشاد شیخ مفید امام محمد باقر علیہ السلام سے ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں تمام صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ پس حضرت مردم را موعظہ کردہ فرمود ایہا الناس پیغمبرے بعد از من نیست و سنتے بعد از سنت من نیست۔ پس ہر کہ بعد از من دعوے پیغمبری کند یا بدعتے در دین من کند۔ دعوی او و بدعت او در آتش است و ہر کہ چنین دعوے کند اورا بکشید و ہر کہ پیروی او کند در آتش است۔" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۵۲۔

یعنے میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ اور نہ میری شریعت کے سوا کوئی شریعت قابل پیروی ہے۔ پس جو کوئی میرے بعد پیغمبری کا دعوے کرے۔ یا میرے دین میں بدعت پیدا کرے۔ اس کا دعوے اور بدعت جہنم میں ہے۔ جو ایسا دعوے کرے اسکو قتل کر دو۔ اور جو کوئی اسکی پیروی

کرے۔ جہنمی ہے۔

ثبوت ارتداد مالک بن نویرہ و اجابت دعوت سجاح۔

(الف) وکانت سجاح بنت الحرث ترید غزو ابی بکر فارسلت الی مالک بن نویرہ تطلب الموادعۃ فاجابہا وردہا عن غزوہا وحملہا علے احیاء من بنی تمیم ...... واجتمع مالک ووکیع و سجاح فسجعت لہم سجاح وقالت اعدوا الرکاب واستعدوا للنہاب ثم اغیروا علی الرباب فلیس دونہم حجاب۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ ذکر بنی تمیم و سجاح جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ

(ب) و چوں کار او بواسطۂ متابعت بنی تغلب فی الجملہ قوت یافت باکثر قبائل عرب نامہا نوشتہ ایشاں را بکیش خود دعوت کرد۔ جمعی کثیرہ جمعی غفیر او را دریں قول مصدق داشتہ بجہت متنش کمر بستند۔ و چوں عزم او متوجہ شد بمالک بن نویرہ کہ رئیس بنی تمیم بود و شعار اسلام داشت نامہ نوشتہ او را بمتابعت خویش خواند۔ مالک از غایت سخافت رائے و قلت تدبر با سجاح ہمداستان گشتہ معزز شد۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۰۱۔ ذکر سجاح و کیفیت اختلاط او با مسیلمہ کذاب +

(ج) در عہد ابی بکر ہفت قبیلہ مرتد گشتند یکے فزارہ قوم عیینہ ابن حصین۔ دوم غطفان قوم مرہ بن سلمہ۔ سیوم بنی سلیم قوم فجاءۃ بن عبد یالیل۔ چہارم بنو یربوع قوم مالک بن نویرہ۔ پنجم بعضے از قبیلہ بنی تمیم قوم سجاح بن منذر کہ زوجہ مسیلمہ بود و دعوے نبوت کرد۔ ششم کندہ قوم اشعث بن قیس۔ ہفتم بنو بکر بن وائل بود۔ در بحرین کہ قوم حطیم بودند۔ حق تعالے شر ایشاں را کفایت کرد۔ بر دست مسلماناں بقتل آمدند۔ تفسیر منہج الصادقین۔ سورہ مائدہ صفحہ ۱۶۴ زیر آیت من یرتد منکم عن دینہ +

میں شیعوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر جناب علی خلیفہ بلافصل ہوتے تو کیا ان پر بھی ان مرتدین کا قتل واجب تھا یا نہ۔ ضرور تھا۔ کیونکہ انہوں نے تو بصرہ کی لڑائی میں اصحاب جمل کو جن سے عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر جیسے جلیل القدر بزرگوار صحابہ مراد ہیں۔ علی الخصوص مصداق اس آیہ کا قرار دیکر واجب القتل ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ ان بزرگوں کا حقیقی ارتداد دین اسلام سے ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ اور اگر ارتداد تھا بھی تو خلیفہ برحق کی بیعت سے انحراف کی بناء پر تھا۔

اور بس ربو خلاف مرتدین عہد خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ انمیں مدعیان نبوت بھی۔ اور مانعین زکوٰۃ ہیں۔ اور مثل مالک نویرہ کے ان دشمنان اسلام کے ممدو معاون ہیں۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ جناب علی علیہ السلام انکے ساتھ مقاتلہ و محاربہ نہ کرتے۔ اور ان کو کیفر کردار تک نہ پہنچاتے۔

**لطیفہ۔** شیعوں سے جب سوال کیا جاتا ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام نے کیوں ابوبکرؓ و عمرؓ کا مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ انکی بیعت کرلی۔ تو جواب میں کہدیتے ہیں کہ مقابلہ کس طرح کرتے آپکا کوئی مددگار و معاون نہ تھا۔ لیکن جب کہا جائے کہ اتنے بڑے مقبول خدا و رسولؐ و زوج حضرت بتول و شیر خدا و صاحب شجاعت و ہیبت خداداد و صاحب کرامت و اعجاز بے انداز کے لئے کیا ہو سکتا ہے؟ کہ وقت مصیبت کوئی اس کا ساتھ نہ دے یا اپنی حق تلفی پر صدائے احتجاج بلند نہ کرے یا مددگاروں کی راہ دیکھتا رہے۔ بلکہ لازم اور شایان شان مرتضوی تو یہ ہے۔ کہ خود ہی خم ٹھونک کر بلا انتظار امدے از انصار میدان مقابلہ میں اُتر آئے۔ اور مخالفین کے دل میں وہ دھاک بٹھلائے کہ بغیر ہتھیار ڈال دینے کے انکو چارہ نہ ہو تو کہتے ہیں کہ نہیں تمام ملائکہ و جن آپکے تابع تھے۔ تمام پرند و درندے آپکا فرمانبردار اور علاوہ ازیں ایک طویل فہرست شیعیان علی علیہ السلام کی پیش کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ شیعہ قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں ایک مستقل باب اس بارہ میں باندھا ہے۔ اور لکھتے ہیں۔

مجلس دوم در بیان ملل طائفہ چند کہ بہ تشیع مشہور و در سلک ایمان مذکور اند۔

(۱) الاوس و الخزرج دو قبیلہ بزرگ اند از انصار۔

(۲) بنو حنیفہ طائفہ از عرب بادیہ اند۔ رئیس آں قوم مالک بن نویرہ و ہمگی ایشاں از جملہ محبان اہل البیت بودہ اند۔ مجالس المومنین مطبوعہ ایران مجلس دوم صہ ۵۲۔

دوسرے کو الف کو چھوڑ کر صرف ان مذکورہ بالا طوائف انصار و بنو حنیفہ پر ہی اکتفا کیا جائے۔ اور ان کی تعداد کثیر کا اندازہ لگایا جائے تو اہل انصاف پر واضح ہو سکتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی طرف بے کسی اور بے یاری و مددگاری کا عذر منسوب کرنا کسقدر بے بنیاد اور سراسر خلاف واقعہ ہے؟

آمدیم بر سر مطلب۔ پھر مالک بن نویرہ کے قتل کے بارہ میں ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ خالد نے تو اسکو قتل ہی نہیں کیا۔ بلکہ ضرار بن الازور نے کیا ہے۔ اور وہ بھی ایک عجیب غلط فہمی سے۔ لکھا ہے کہ خالد نے مالک بن نویرہ اور اسکے افراد قوم کو قید کر لیا تھا۔ اور رات کو بڑی سردی تھی۔ قیدیوں کو سردی سے بچانے کے لئے خالد نے منادی کو حکم دیا کہ انہیں گرم کر دو۔ دافئوا اسراکم۔ ان الفاظ کے معنے لغت کنانہ میں یہ بھی ہو سکتے تھے کہ قیدیوں کو قتل کر دو۔ پس لشکریوں نے گمان کیا کہ امیر لشکر نے قتل کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ اس کا ارادہ صرف یہ تھا۔ کہ قیدیوں کو سردی سے بچانے کے لئے اوڑھنے دو۔ پس انھوں نے قتل کر دیا۔ اور جب خالد نے مقتولوں کی چیخ پکار سُنی تو نکلے۔ مگر وہ سب کو تہ تیغ کر چکے تھے۔ اسپر خالد نے کہا کہ جب خدا کا ارادہ کسی امر کے کر دینے پر ہو جاتا ہے۔ تو وہ لامحالہ ہو ہی جاتا ہے۔

ترجمہ عبارت عربی تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صہ ۱۷۳

شیعہ۔ روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس آ رہے تھے۔ تو کچھ منافقین رات کے وقت پہلے سے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے میں عقبہ پر گھات لگا کر بیٹھ رہے۔ اور ارادہ کیا کہ آج رات تاریک ہے۔ خوب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالیں یا آپ کے اُونٹ کو چھیڑ کر بھڑکا دیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گرا دے۔ آخر وحی جبرئیل کے ذریعے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے پہلے سے ان کے ارادہ بد سے مطلع کر دیا۔ اور ان کے نام بھی بتلا دیئے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ آج کی رات میری اُونٹنی سے جُدا نہ ہونا۔ انھوں نے ایک ہاتھ میں مُہار پکڑ لی۔ اور دوسرے ہاتھ میں ذوالفقار کھینچ لی۔ اور حذیفۃ الیمان کو فرمایا کہ تم آگے آگے چلو۔ جب اس مقام پر آنحضرت تشریف لائے۔ جہاں کہ یہ گھات لگائے بیٹھے تھے۔ تو آواز دی۔ اور ہر ایک کا نام لیکر پکارا کہ اے فلاں اے فلاں۔ جب ان منافقین پر ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے راز پر واقف ہو گئے ہیں تو آگے دوڑنے لگے۔ حضرت نے فرمایا تم کیوں ہم کو چھوڑ کر پہلے سے یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ جگہ بڑی خوفناک تھی۔ اور دشمن کی گھات کا موقعہ تھا۔ ہم آپ سے پہلے پہونچ گئے۔ تاکہ اگر دشمن کو پائیں۔ تو اس کو مار ہٹائیں۔ اور آپ کے راستہ

کو دشمنوں سے خالی کر دیں۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ امر واقعہ کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین کے نام حذیفہ کو بتلائے تھے اور ہمارے ہم مشرب کہتے ہیں کہ ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ فرمایئے کہ اس کا کیا جواب ہے۔

**احمدی**۔ یہ روایت بھی معترضوں کے تعصب بیجا کو ظاہر کرنے کے لئے بطور مثال کے قابل غور ہے۔ جو وہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اصل روایت میں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ابوبکر رض و عمر رض ایسے شریر النفس گروہ منافقین میں شامل تھے۔ جو آنحضرت ص کی ہلاکت کے درپے تھے۔ لیکن بدگمانوں نے خواہ مخواہ ان نیک نام اصحاب رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان میں شامل کر دیا۔ لیکن بغیر ثبوت یا دلیل کے کوئی الزام یا دعوے کب قابل قبول ہو سکتا ہے ؎

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار ٭ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

حسن اتفاق سے شیعہ کی ایک نہایت معتبر کتاب کی ورق گردانی کرتے کرتے یہی روایت میری نظر سے گذری۔ اور اسکے راوی بھی خود حذیفہ ہیں۔ اور اس میں اُن منافقین کی فہرست بھی دی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ شیعہ معترض کی مراد پوری نہیں ہوئی۔ اور ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما اس بہتان سے بھی بری الذمہ رہے۔ اب ملاحظہ ہو وہ روایت اصحاب العقبہ:۔

عن زیاد بن المنذر قال حدثنی جماعۃ من المشیخۃ عن حذیفہ بن الیمان انہ قال الذین نفروا برسول اللہ ناقتہ فی منصرفہ من تبوک اربعۃ عشر۔ ابو الشرور [1] و ابو الدواہی [2] و ابو المعازف [3] و ابوہ [4] و طلحۃ [5] و سعد بن ابی وقاص [6] و ابو عبیدہ [7] و ابو الاعور [8] و المغیرہ [9] و سالم مولی ابی حذیفۃ [10] و خالد بن ولید [11] و عمرو بن العاص [12] و ابو موسی الاشعری [13] و عبد الرحمن بن عوف [14] ۔ وھم الذین انزل اللہ عزوجل فیھم وھموا بما لم ینالوا ۔ کتاب خصال محقق ابن بابویہ ابواب الاربعۃ عشر مطبوعہ ایران صہ ۹۱

محققین اہلسنت نے ان منافقین کی تعداد بارہ لکھی ہے۔ اور وہ درحقیقت منافق ہیں جیسے کہ عبد اللہ بن ابی و سعد بن ابی سرح وغیرہم۔ دیکھو زاد المعاد جلد اول صہ ۴۶۲ فصل فی رجوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تبوک

# بشارات القرآن

(سلسلہ کے لیئے دیکھو تشحیذ مارچ ۱۹۱۸ء)

## پیشگوئی نمبر ۶

انعام رکوع ۲۰ - وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

ترجمہ - اور یہ کتاب نازل کیا ہے ہمنے اوسکو - پس پیروی کرو اس کی - اور بچو اس کی خلاف ورزی سے تاکہ تم رحم کئے جاؤ ٭

آیت ہذا میں یہ پیشگوئی ہے - کہ یہ کتاب جو برکات کا برکہ حوض یا سمندر ہے - اپنی برکتوں میں ہمیشہ بڑھتی رہیگی - پس پیروی کرو اسکی - اور خلاف ورزی مت کرو - اور تقوی اسلام کا جو شعار ہے - اختیار کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ گے - ورنہ طرح طرح کے عذابوں - قحطوں وباؤں - جنگوں میں ہلاک کئے جاؤ گے - سو کتاب اللہ کی باتیں جو قبل از وقوع بڑے نازک وقت میں کہی گئی تھیں - تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پوری ہوئیں ٭

## پیشگوئی نمبر ۷

انعام رکوع ۲۰ - فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ۝

ترجمہ - کون ظالم بڑا ہے اس شخص سے جسنے جھٹلایا آیات اللہ کو - اور رکا رہا اُن سے بہت ہی قریب سزا دینگے ہم ان لوگوں کو جو رُکے رہے آیات ہماری سے عذاب بُرے کی بسبب اسکے کہ وہ رُکے رہے - نہیں انتظار کرتے رکنے والے - مگر یہ کہ لے آویں تو ان کے

پاس فرشتے یا آوے خود رب تیرا۔ یا آویں بعض نشانیاں رب تیرے کی۔ اور جس دن آوینگی بعض نشانیاں تیرے رب کی۔ ہرگز نہ مفید ہوگا کسی جان کو اس کا ایمان لانا۔ جو کہ نہیں ایمان لائی وہ پہلے اس سے۔ یا عمل کیا کوئی نیک ایمان اس کے تئے۔ اے رسول کہدے کہ انتظار کرو تم (اوپر کی باتوں کا) اور ہم بھی انتظار میں رہینگے ٭

ان آیات میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ جو سب کی سب اپنے مقررہ وقت میں پوری ہوئیں۔ اوّل یہ کہ وہ اظلم جنھوں نے آیات اللہ سے مُنہ پھیرا۔ ہم عنقریب ان کو عذاب کرینگے۔ عذاب بُرا۔ دوم یہ کہ ان کے پاس خدا آئیگا۔ اور فرشتے بھی اُتر کر ان سے لڑینگے۔ اور بہت سے نشانات رب کے دیکھیں گے۔ لیکن اُس دن ایمان لانا کسی کا سود مند نہ ہوگا۔ سوم یہ کہ ان عذابوں کے تم منتظر رہو۔ اور ہم بھی منتظر رہینگے۔ پھر دیکھنا کس کو دربار الٰہی سے نجات ملتی ہے۔ اور کون مظفر و منصور ہوتا ہے۔ اور کون ہلاک ہوتا ہے۔ آخر اظلم لوگ ہی عذاب الٰہی سے مارے گئے ٭

## پیشگوئی نمبر ۸

انعام رکوع ۲۰۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْہُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُہُمْ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔ ترجمہ۔ بے شک جنھوں نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا دین اپنے کو۔ اور ہو گئے جدا جدا۔ تیرا اے نبی اُن میں کچھ حصہ نہیں۔ اور حکم فیصلہ ان کا طرف اللہ کے ہے۔ وہی خبردار کرے گا اُن کو ان کاموں سے جو کرتے ہیں ٭

آیت ہذا میں علاوہ دیگر فرقوں کے شیعہ مذہب کے ظہور کی بھی پیشگوئی ہے کہ انہوں نے بسبب اختلاف خلافت و قرآن کے جمع ہونے کے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ غرض جو لوگ بھی حق ماننے میں ضدی ہونگے۔ فیصلہ ان کا حشر میں خدا ہی کریگا ٭

## پیشگوئی نمبر ۹

انعام رکوع ۲۰۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ؕ

ترجمہ۔ وہ خدا جسنے بنایا تم کو جانشین زمین میں اور بلند کیا درجہ تمہارا بعض پر۔ تاکہ امتحان کرے تمہارا اس چیز میں کہ دی ہے تم کو (قرآن پاک و نبی اللہ) اور بیشک اللہ تعالےٰ بہت جلد عذاب کرنیوالا ہے ؞

اس آیت شریفہ میں اہل مکہ کے لئے خدا تعالےٰ نے ایک زبردست پیشگوئی کی ہے۔ کہ تم حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کے خلف اور ارض فاران کے خلیفہ ہو۔ تم کو قرآن اور نبی دیا ہے۔ اگر ان کے مطیع نہ ہوئے۔ تو تم کو بہت جلد عذاب میں گرفتار کیا جائیگا اور اس میں بہت ہلاک ہونگے۔ سو جنگ بدر و فتح مکہ کے دن یہ سب کچھ پورا ہوا ؞

---

# درس الحدیث

(از افاضات حضرت اولوالعزم)

باب۔ واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطھرک الایۃ:

حدثنا احمد بن ابی رجاء ۔ پیچھے تو مریم اور آسیہ امراۃ فرعون کی فضیلت بیان فرمائی تھی۔ یہاں خدیجہ کا بھی ذکر فرمایا کہ وہ عورتوں میں سے اعلیٰ عورت تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ کلام کہنے والے کی مختلف مراد ہوتی ہے۔ ایک شخص ہے۔ جو طب بھی جانتا ہے اور سائنس بھی۔ اور دونوں میں اُسے خوب کمال حاصل ہے۔ لیکن جب کبھیں طب کا ذکر آئے گا۔ تو اسوقت کہا جائے گا کہ فلاں فلاں شخص طب میں خوب ہی ماہر ہیں۔ تو اس وقت اسکے سائنس جاننے کی نفی نہیں ہو جائیگی۔ ایسا ہی جب سائنس کا ذکر ہوگا۔ تو کہا جائے گا کہ فلاں فلاں شخص سائنس میں خوب ماہر ہیں۔ اس سے اسکے طب جاننے کی نفی نہیں ہو جائیگی۔ تو جو کلام کا اُسوقت قرینہ ہوگا۔ اُسی کے مطابق اس کا فکر

کردیا جاوے گا۔ ہر ایک کی اپنی اپنی فضیلت ہوگی ؎

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہت بڑے بڑے احسان تھے۔ اس حیثیت سے اور کوئی عورت ان پر فضیلت حاصل نہیں کر سکتی۔ عائشہ کیا کوئی۔ ابھی ان پر اس فضل میں فضیلت حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر خدیجہؓ کا آپ سے وہ تعلق ہے۔ جو کسی اور کو نہیں۔ جس زمانہ میں آپ پر کوئی بھی ایمان نہ لایا تھا۔ خدیجہ آپ پر ایمان لائیں۔ اور آپ کو جس طرح سے ہوا مدد دی۔ حضرت مریم اپنی وقت میں فضیلت رکھتی تھیں۔ اور آسیہ نے اپنے وقت میں کمال دکھلایا اسلئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مناسب موقعہ پر ہر ایک کا ذکر فرمادیا ہے ؎

باب۔ قول اللہ اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرك بكلمة منه اسمه المسیح ابن مریم الیٰ کمہ۔ اندھراتے والا۔ بعض نے اسکے معنے مادر زاد اندھا کے لئے ہیں۔ لیکن یہاں یہ معنے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ مادرزاد اندھا ہونا یہ تو پیدائشی بات ہے بیماری نہیں ہے۔ اور جنہیں مسیح اچھا کرتا تھا۔ ان کو تو بیماری ہوتی تھی۔ اور بیماری اندھراتا ہی ہے۔

حدیث آدم۔

پہلے بھی اس طرح کی ایک حدیث آچکی ہے وہاں خیر نساءھا مریم و خیر نساءھا خدیجۃ۔ آیا ہے۔ یہ بہت صاف ہوگیا ہے۔ کہیں تو مریم کہیں خدیجہ۔ یہاں عائشہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

بعض ایسے لوگوں نے جنکے دلوں میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے کہ صرف مریم یا آسیہ کی فضیلت ثابت ہو۔ اس طرح کہدیتے ہیں کہ یہاں فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔ فرمایا اس سے انکی فضیلت کہاں ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ اسکے معنے ہیں کہ جیسے ثرید ایک معمولی سا کھانا ہوتا ہے۔ ایسا ہی عائشہ عورتوں میں ایک معمولی عورت ہے گویا انہوں نے نعوذ باللہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو لغو کلام ٹھیرایا ہے۔ لفظ یہ اجازت نہیں دیتے کہ اس کا یہ ترجمہ کیا جاوے۔ ثرید عرب میں نہایت اعلیٰ درجہ کا کھانا شمار کیا جاتا ہے۔ اور اسے سب کھانوں سے افضل کہا جاتا ہے ؎

یہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فضیلت ان کو تمام جہان پر نہیں ہے۔ بلکہ اپنے وقت کے نساؤں پر ہے۔

ابوہریرہ رضؓ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں سے ان کا خاص تعلق تھا۔ اور ان پر انھیں بہت حسن ظن تھا۔ اسلئے ان کی روایتوں میں ایسی باتیں ضرور آجاتی ہیں۔ جو عیسائیوں کے بعض معتقدات کی تائید کرتی ہیں ؛

ولم ترکب مریم بعیراً قطُّ۔ ابوہریرہ رضؓ کا اپنا خیال ہے کہ مریم کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ قریش کی صفت میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ وہ اونٹ پر سوار ہوتی تھیں۔ اس لئے ابوہریرہ رضؓ کو خیال ہوا۔ کہ اگر مریم بھی اونٹ پر سوار ہوتی نہیں۔ تو ان کو پھر کونسی فضیلت ہوئی اسلئے اس خیال پر عیسائیوں سے پوچھا۔ انھوں نے ان کو بتلا دیا کہ مریم کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ ایسا ہی ابن عباس رضؓ کو یہود پر بہت حسن ظن تھا۔ ان کو خیال تھا کہ قرآن کریم میں جو بعض جگہ یہود کا ذکر آجاتا ہے۔ تو ہمیں کیا ضرورت ہے۔ اپنے پاس سے باتیں بنانے رہیں۔ اسلئے یہود سے دریافت کرلیا کرتے ؛

ابن جریر میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ کسی آدمی نے حضرت ابن عباس رضؓ سے ایک بات دریافت کی۔ آپ نے اُسے رقعہ لکھکر دیا۔ اور ایک یہودی عالم کے پاس بھیجدیا۔ اس نے پھر اس کا جواب لکھ کر دیا۔ یا زبانی ہی وہ قصہ اُسے سمجھا دیا ؛

بعض آدمی حسن ظن میں بالکل ہی کمال کر دیتے ہیں۔ جیسے حضرت ابن عباس رضؓ لیکن مسلمانوں نے ہی پھر حد ہی کر دی ہے۔ مسلمانوں نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ جو وہ لکھ گئے بس وہی ٹھیک ہے۔ اس سے ذرا ادھر اُدھر ہونا گویا اسلام کو چھوڑنا ہے۔ لیکن صحابہ بھی تو وہی بیان کرتے تھے۔ جو ان کی سمجھ میں آتا تھا۔ ایسا ہی جو کچھ اللہ تعالےٰ ہمیں سمجھا دے۔ مسلمان ان باتوں میں یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ لہذا یقینی امر ہے ؛

---

# تصوّف

ایک پُرانی نایاب قلمی منظوم مثنوی سے:

(صرف تشحیذ کے لئے)

نفع چیست از شمع کار آموختن　　جملہ را افروختن خود سوختن
صبر چیست آتش مزاجے داشتن　　سوختن مردن ہمہ بگذاشتن
جد چیست از جان وفادار آمدن　　بس بیک یکسر موئی درکار آمدن
ہزل چیست آب فراست ریختن　　یا کلابے در نجاست ریختن
سہو چیست از پردہ بر در ماندن　　زیر باراں خفتن و تر آمدن
توبہ چیست ایں جملہ را برہم زدن　　خیمہ زیں عالم بداں عالم زدن
سجدہ چیست از ننگ خود در گم شدن　　وز دلِ گِل عرشِ جان ہمدمش شدن
قصد چیست از دیدہ کورے ساختن　　مردمک سوراخ موئے ساختن
حج چیست از پاؤ سر بر جا شدن　　کعبۂ دل جستن و در خون شدن
علم چیست از ذرہ عرش آمدن　　گاہ دریاہے بہ ہم نوشی آمدن
عفو چیست آزار بر جان داشتن　　جرم خلقان جرم خود پنداشتن
کبر چیست از خود بہاون کوفتن　　وز منی بر دوست و دشمن کوفتن
عجب چیست آہن زگری سوختن　　دیو را ابلیسئے آموختن
حمق چیست آتش عنانے ساختن　　ہر سر موئے سنانے ساختن
صبح چیست از ذات خود پیدا شدن　　سایہ گشتن نیک و بد یکساں شدن
حکم چیست از خود خیلے ساختن　　دوزخے را بر سفلے ساختن
کینہ چیست از سینہ زنداں کردنست　　اژدہا در حقہ پنہاں کردنست
بخل چیست از تشنگی جاں دادنست　　ہیچو بیمار بحر افتادنست

# فہرست کتب تشحیذ الاذہان

ایجنسی تشحیذ الاذہان سے تمام تصنیفات سلسلۂ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ و خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ و حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے علاوہ دیگر بزرگان سلسلہ کی تصنیفات بھی مل سکتی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں اور اس سے علاوہ اور بھی جو اس صفحہ میں درج نہیں ہو سکیں

| نام کتب و قیمت | نام کتب و قیمت | نام کتب و قیمت | نام کتب و قیمت |
|---|---|---|---|
| البرق ۲ر | محمد رسول اللہ ۱۰ر | اسلام ۳ر | ترجمہ قرآن شریف |
| طب روحانی ۲ر | معیار حق ۴ر | ضرورت نبی ۱؍ | حیدرآبادی ے |
| مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی | لیکچر مہر سنگھ ۱۰/ ار | خطبات نور ہر دو | پیغام حق ۴ر |
| قبولیت دعا کے گر ار | " " " ۲/ ار | حصہ ۔ ۱۲ر | مباحثہ امرتسر ۲؍ |
| ظہور المہدی ۱۲ر | ترجمہ انگریزی حصہ اول ۲/ ار | چمکار محمدی ۸ر | القاء ربانی ۸ر |
| نغمۃ الحمل دوئم ۲؍ | " " " دوم ۳/ ار | چمکار مہدی ار | عصمت انبیاء ۷؍ |
| " " سوئم ار | پرانی تحریریں ۲؍ | انوار محمدی ۔ر | غلامی ۳ر |
| ادعیۃ القرآن ۲ر | الاسماء الحسنیٰ ۵ر | وفات ناصرہ مولوی | لیکچر سیالکوٹ ۲ر |
| مکتوبات حصہ اول ۸ر | الموعظۃ الحسنہ ۲ر | عبدالحی ۔ ار | فیصلہ الٰہی ۳؍ |
| " " دوئم ۸ر | سلک مروارید ۲ر | احمدی زرگر ۴ر | ثنائی فرار ۳؍ |
| " " سوئم ۸ر | ترجمۃ القرآن پارہ ۲۷ | کلام محمود ۴ر | مباہلہ سے انکار ۳؍ |
| ہدایات ۲ر | تا ۱۹ پارہ اول فی ۸ر | اثر الحفیظ کی آمین | ثنائی روسیاہی ۳؍ |
| حضرت مسیح موعودؑ | مجموعہ الہامات | برکات خلافت ۴ر | ثنائی چکر ار |
| کا سب سے آخری لیکچر ار | ہر سہ حصہ ۱۲ر | انوار خلافت ۱۰ | ثنائی ہرزہ درائی ۲؍ |
| نشان رحمت ار | آثار مبارکہ ار | ذکر الٰہی ۱۰ | علمائے خلف ۸ر |
| ضرورت زمانہ ۸ر | نماز مترجم ار | منصب خلافت ار | دہرم پال کا کچا چٹھا ار |
| اسلام کی پہلی کتاب ۲ر | قدامت روح و مادہ ۱۰ر | مباحثہ شملہ ۳؍ | پیدائش عالم ۳ر |

چندہ سالانہ رفیق حیات صرف ایک روپیہ [illegible]

# رفیق حیات



## جو کہ سال میں بارہ دفعہ شایع ہوتا ہے

نیم حکیموں کے پھندے سے رہائی دلانے والا۔ مایوس مریضوں کو بھی ہمدردی کے ساتھ مفت مشورہ دینے کے علاوہ علمی طبی علوم پر محققانہ بحث کرنے والا اعلیحضرت حکیم الامۃ مولٰنا نور الدین خلیفۃ المسیح اول رضہ کے مجربات صحیح طور پر درج کئے جاتے ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے حسب خواہش خریدار رفیق حیات کو ذیل کی ادویات میں سے ایک دوائی مفت نذر ہوگی ؂

| | | |
|---|---|---|
| دوائی جریان | سرمہ نور | دوائی ریح و قبض کشا |
| مفت | مفت | مفت |

## قدامت مادہ و تناسخ کی تردید

اس نام کا ٹریکٹ نہایت موزون جیبی تختی سفید کاغذ پر چھپا ہے۔ فاضل مصنف نے سر آریوں ہی کی کتب سے بہت سے نقلی جواب جمع کر دیے ہیں جس سے مذکورہ بالا آریوں کے ہر دو مسائل کا تار و پود فوراً ٹوٹ جاتا ہے علاوہ نقلی جوابات کے عقلی دلائل بھی مرقوم ہیں جن احباب کو اسکی طلب ہو وہ ۲ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک بھیجکر ذیل کے پتہ سے مفت منگا سکتے ہیں

ان ہر دو کے ملنے کا پتہ:۔ منیجر رفیق حیات قادیان پنجاب